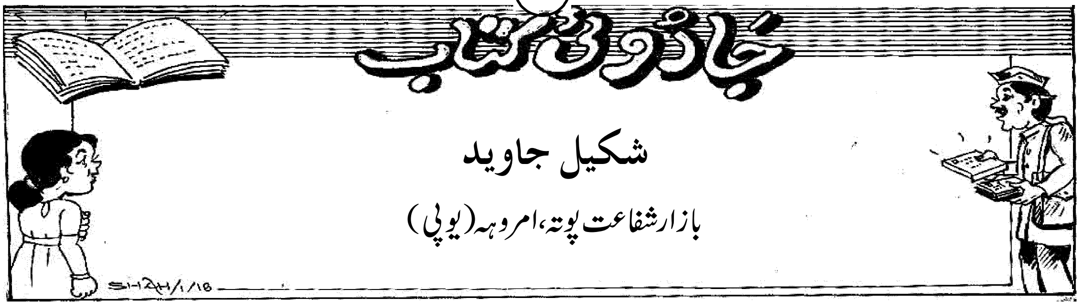

شکیل جاوید

بازار شفاعت پوتہ، امروہہ (یوپی)

اس دن گھر کا کونہ کونہ چھان مارا، لیکن کتاب کا کہیں پتہ نہ چلا۔ زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ گھر کے چاروں بچے حیران و پریشان ہوکر ایک ایک جگہ کو ڈھونڈ رہے تھے؛ لیکن کتاب تھی کہ کسی چھلاوے یا بھوت کی طرح غائب، اس کا پتہ نہ نشان۔ پاؤں تو تھے نہیں جو کہیں چلی جاتی، پنکھ نہیں جو اُڑ جاتی......

اجمل، فوزیہ، تابش اور فیضی، ان چاروں نے مل کر یہ کتاب باہر سے منگوائی تھی اور وہ بھی ڈاک کے ذریعے۔ ساری کارروائی امی نے کی تھی، ایک دن تابش نے اپنے کسی ہم جماعت لڑکے سے کتاب لے کر امی کو دکھائی اور اسے منگوانے کے لیے کہا تھا، کورس سے تو اس کا کوئی تعلق نہ تھا البتہ جنرل نالج پر ایک اچھی کتاب تھی اور سب سے بڑی بات یہ کہ کتاب تھی بڑی معلوماتی۔ اس میں کارٹونس تک خوبصورت اور دیدہ زیب تھے۔

جب تلاش کے بعد بھی وہ کتاب بازار میں نہ ملی تو امی نے کتب خانہ کو خط لکھ کر بذریعہ وی پی اسے منگوالیا تھا۔

''دیکھ لینا بھائی جان یہ کام کسی بھوت پریت کا ہی ہوسکتا ہے۔''

فوزیہ کے چہرے پر یہ کہتے ہوئے خوف سا طاری تھا، تابش جسے پیار سے شمو کہتے تھے اس نے بھی فوزیہ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ بھی سہم گیا کیونکہ خیال اس کا بھی یہی تھا۔ ایسے موقعوں پر جب بچے امی سے اس طرح کے سوال کیا کرتے تو وہ انہیں سمجھایا کرتیں

''دیکھو بچو! یہ بھوت پریت کچھ بھی نہیں، صرف ہمارا وہم ہے۔ سونے سے پہلے درود شریف پڑھ لیا کرو ڈراؤنے خواب نہیں آئیں گے۔''

وہ سردیوں کا موسم تھا۔

اس دن چاروں بہن بھائی اسکول جانے کے لیے گھر سے نکلے ہی تھے کہ ان کے سامنے خاکی وردی، اسی رنگ کی ٹوپی پہنے اور ایک بڑا سا تھیلا کاندھے پر لٹکائے ہوئے ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا، یہی اکثر ان کے گھر خط دینے کے لیے بھی آیا کرتا تھا۔ امی نے اس کے بارے میں بتایا کہ یہ ڈاکیہ ہے۔ محکمۂ ڈاک کی طرف سے اس کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ جس کسی کی چٹھی، خط، پتر یا لفافہ، منی آرڈر، پارسل وغیرہ ہو اس کو صحیح پتہ پر پہنچائے، جس نام اور پتے پر اسے بھیجا گیا ہے۔

چاروں بچوں نے ڈاکیہ کو دیکھا تھا جسے شروع شروع میں وہ سپاہی جان کر ڈر جاتے اور بھاگ جایا کرتے تھے۔ انھوں نے دیکھا تھا کہ وہ دروازے پر کھڑے ہوکر کوئی نام پکارتا اور خط، پتر دے جایا کرتا تھا۔ کبھی کبھی تو انھوں نے اسے فارم پر کچھ لکھواتے اور امی کو پیسے دیتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔ بچوں کے پوچھنے پر انھوں نے بتایا تھا کہ اسے منی آرڈر کہتے ہیں، اس کے ذریعہ ایک شہر سے دوسرے شہروں میں روپیہ پیسہ بھیجا جاتا ہے۔ جیسے تمہارے ابو ہر مہینے بمبئی سے پیسے بھجواتے ہیں۔

اس دن امی تو کہیں گئی ہوئی تھیں۔ بچے اپنے بستے سنبھالنے میں لگے ہوئے تھے، یکا یک فوزیہ کے کان میں ڈاکیہ کی آواز آئی، فوزیہ بھاگی بھاگی دروازے پر پہنچی۔ اسے دیکھ کر ڈاکیہ نے کہا ''وی. پی. ہے کسی بڑے کو بلالاؤ، پیسے بھی لینے ہیں۔''

فوزیہ دادی اماں کو بلالائی، ڈاکیہ نے انہیں سلام کیا اور کچھ بتایا۔ دادی اماں نے اپنے گلے میں لٹکے ہوئے بٹوے سے کچھ پیسے نکال کر دیے۔ ڈاکیہ بابو نے دستخط کرا کر ایک پیکٹ ان کی طرف بڑھا دیا۔

بچوں کے سامنے ہی دادی اماں نے احتیاط سے پیکٹ کھولا تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ انھوں نے باری باری سبھی کو دکھائی، بچوں کا اشتیاق بڑھتا ہوا دیکھ کر بولیں:

''یہ کتاب تمہارے لیے ہی تو منگوائی ہے، تم سب اسے پڑھوگے، لیکن ابھی نہیں امتحان ختم ہونے کے بعد۔''

بات تو دادی اماں کی ٹھیک تھی، ابو اور بھائی جان

بھی یہی بتاتے ہیں کہ امتحان کے دنوں میں کورس کے علاوہ دوسری کتاب کو پڑھنا تو دور ہاتھ بھی نہیں لگانا چاہیے؛ لیکن یہاں تو ان کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔

سالانہ امتحان تھے، چاروں نے بڑی محنت سے پرچے دیے تھے۔ ان کا کہنا تھا ''محنت کرے انسان تو کیا کام ہے مشکل'' وہ چاروں اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے لوڈو کھیل رہے تھے، فوزیہ نے اجمل، شمو اور فیضی کی باتیں چھپ کر سنی تھیں جن پر اس نے غور بھی کیا تھا۔ یہ سچ ہے دادی اماں سے لے کر بھائی جان تک یہ سب

ہمارے فائدے کی باتیں ہی تو بتاتے ہیں؛ لیکن دادی اماں، امی، ابو اور بھائی جان ان سبھوں کا طریقہ الگ الگ اور جدا ہے اور دادی اماں تو ایک دم الگ ہیں۔ ان کی ڈانٹ ڈپٹ میں بھی پیار ہوتا ہے؛ لیکن بھائی جان کبھی کبھی سخت بھی ہو جاتے ہیں۔

فوزیہ کی بات سے سبھی نے اتفاق کیا۔ سختی اور غصے سے کہی بات کبھی بھی دل پر اثر نہیں کرتی۔ بالکل ایسی لگتی ہے جیسے کسی نے گھونسا مار دیا ہو، سچ ہے اچھی باتوں پر عمل کرانے کے لیے انہیں سمجھانے کا طریقہ بھی نرم ہو تو کیا کہنا۔ اجمل شمو، فیضی نے حیرت سے فوزیہ کی طرف دیکھا تو انہیں لگا جیسے فوزیہ بڑی ہوتی جا رہی ہے۔

ٹھنڈی ٹھنڈی مست ہوا چل رہی تھی، ناشپاتی کے پیڑ میں اودی رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ چاروں بچے اچانک چمن میں نکل آئے جہاں طرح طرح کے رنگ برنگے پھول کھل کر اپنی بہار دکھا رہے تھے اور ان پر ننھی ننھی خوبصورت چڑیاں بیٹھی اپنی چونچیں پھولوں میں ڈال کر ان کا رس چوس رہی تھیں۔

یکایک اجمل نے فوزیہ، شمو اور فیضی کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ اس وقت وہ مور پنکھ کی آڑ میں چھپا ہوا تھا، چاروں بچے اس منظر کو دیکھ کر حیران تھے کہ ناشپاتی کے پیڑ کے نیچے کرسی پر بیٹھی ہوئی دادی اماں آس پاس کے ماحول سے بے خبر ہو کر اس کتاب کو پڑھنے میں کھوئی ہوئی تھیں جسے چاروں بچے ڈھونڈ رہے تھے۔ دادی اماں نے تاکید کی تھی کہ اس کتاب کو امتحان کے بعد پڑھنا۔

OO

ہمارے نیشنل پارک اور وائلڈ لائف سینکچریز

از: ریحان احمد عباسی

سیر و سیاحت، بالخصوص جنگلات اور جنگلی جانوروں سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک بہترین تحفہ۔ ایک ایسی کتاب جس سے ہندوستان کی ۲۸ ریاستوں میں موجود جنگلی جانوروں کی ۱۳۵ تحفظ گاہوں کی بھرپور معلومات تو حاصل ہوتی ہی ہے، ضمناً پورے ملک کے جغرافیائی حالات کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ ایک ایسی نادر کتاب جس سے بچوں کے ساتھ ساتھ بڑے بھی یکساں مستفید اور لطف اندوز ہو سکیں گے۔

تصاویر سے مزین ۱۳۲ صفحات — قیمت: ۵۰ روپے

ناشر اردو اکادمی، دہلی